خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار
19- جون 1995ء

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۴۵۴
فون: ۴۹ ۳
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 45-80 نمبر 135

سوموار-20 محرم -1416ھ، 19 احسان 1374ہش، 19 جون 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## آپ اعلیٰ اخلاق سے مزیّن ہوں

دعوتِ الی اللہ کے لئے بہت اہم کام یہ ہے کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کریں تاکہ آپ کی ذات دنیا بھر کے لئے مجسّم نمونہ بن جائے - آج دنیا کو جب بھی دین کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمیں کیا دیں گے اس لئے بہت ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ آپ اخلاق حسنہ سے مزیّن ہوں-

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دنیا کی لذت خارش کی طرح ہے- ابتدأً لذت آتی ہے- پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر اس میں سے خون نکل آتا ہے- یہاں تک کہ اس میں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کی طرح بن جاتا ہے اور اس میں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے- حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائیدار اور بے حقیقت ہے- مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مُردے کو اختیار دیدے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے تو وہ یقیناً توبہ کر اٹھے کہ میں اس دنیا سے باز آیا- خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے، کیونکہ وہ دردمندوں کی دعاؤں کو سن لیتا ہے مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ دعائیں مانگنے سے انسان تھکے نہیں تو کامیاب ہو گا- اگر تھک جاوے گا تو نری ناکامی نہیں بلکہ ساتھ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے بدظن ہو کر سلبِ ایمان کر بیٹھے گا-

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۷)

## بچپن ہی سے حوصلہ بلند رکھنا بچوں کو سکھانا چاہیئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی کوئی بات کہی ہے یا تمہارا کچھ نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں- اپنا حوصلہ بلند رکھو اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے- بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں- گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا- سیاہی کی کوئی دوات گر گئی- کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس الٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہو کر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں، ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں- چپیڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جن قوموں میں یا جن ملکوں میں ابھی تک ان کا ایک طبقہ یہ توفیق رکھتا ہے کہ وہ نوکر رکھے، وہاں نوکروں کے ساتھ تو اس سے بھی بہت بڑھ کر بدسلوکیاں ہوتی ہیں تو ان جگہوں میں جہاں نوکروں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہو سکتا- حضرت (بانی سلسلہ) نے اپنے بچوں کی جو تربیت کی وہ محض کلام کے ذریعے نہیں کی بلکہ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کے ذریعے کی ہے- حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی جب بچے تھے، حضرت (بانی سلسلہ) کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جو آپ نے تحریر فرمایا تھا اور اس کو طباعت کے لئے تیار فرمایا تھا، وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتہ نہیں کیا ہو گا اور کیسی سزا ملے گی (لیکن) جب حضرت (بانی سلسلہ) کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں- خدا اور توفیق دے دے گا- حوصلہ اپنے عمل سے پیدا کیا جاتا ہے اور وہ ماں باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں، وہ اپنے بچوں میں حوصلے نہیں پیدا نہیں کر سکتے- اور نرم گفتاری کا بھی حوصلے سے بڑا گہرا تعلق ہے- چھوٹے حوصلے ہمیشہ بدتمیز زبان پیدا کرتے ہیں- بڑے حوصلوں سے زبان میں بھی تحمل پیدا ہوتا ہے اور زبان کا معیار بھی بلند ہوتا ہے- پس محض زبان میں نرمی پیدا کرنا کافی نہیں جب تک حوصلہ بلند نہ کیا جائے- اور وسیع حوصلگی جماعت کے لئے آئندہ بہت ہی کام آنے والی چیز ہے- جس کے غیر معمولی فوائد ہمیں اندرونی طور پر اور بیرونی طور پر بھی ہو سکتے ہیں-

(از خطبہ ۲۴- نومبر ۱۹۸۹ء)

اگر انسان خدا تعالیٰ کیلئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو- اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## ضرورت معلمین

○ ایسے میٹرک پاس انصار معلمین کی ضرورت ہے جو کلام پاک کے معنی اور ضروری مسائل دینیہ سے واقف ہوں- ایسے اصحاب اپنے امیر صاحب یا صدر صاحب کی سفارش کے ساتھ درخواست بھجوائیں-

(نظارت اصلاح وارشاد)

## نکاح

○ مکرم مبارک احمد صاحب طاہر مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ اطلاع دیتے ہیں

عزیزم محمود احمد شاہد صاحب ابن مکرم چوہدری سعید احمد صاحب دستگیر سوسائٹی کراچی کا نکاح عزیزہ فہمیدہ قریشی صاحبہ بنت مکرم محمد شفیع صاحب قریشی (وفات یافتہ) ساکن عزیز آباد کراچی کے ہمراہ بعوض چالیس ہزار روپے حق مہر مکرم داؤد احمد صاحب بھٹی مربی سلسلہ احمدیہ نے ۵ مئی بروز جمعۃ المبارک ۱۹۹۵ء کو بیت العزیز عزیز آباد کراچی میں پڑھا-

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے-

## درخواست دعا

○ محترم سید غلام احمد صاحب نثار آف گھٹیالیاں (جو مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے والد ہیں) کا ہرنیا کا اپریشن گوجرانوالہ C.M.H ہسپتال میں ہوا تھا- اب گھر چلے گئے ہیں- کمزوری بہت ہے-

احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے-

## سانحہ ارتحال

○ مکرم عبدالحق صاحب ٹھیکیدار آف کلاس والا ضلع سیالکوٹ مورخہ ۹۵-۶-۸ کو مختصر علالت کے بعد اپنے مولا حقیقی سے جا ملے- آپ کا جنازہ ۹۵-۶-۹ کو بعد جمعہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھایا- خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ موصی تھے- بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کروائی- آپ مکرم محمد صدیق صاحب ڈرائیور خدام الاحمدیہ پاکستان کے والد تھے-

احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے-

## انسان بہت ہی بے بنیاد شئے ہے اور اس کے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

| روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد<br>مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ<br>مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ | قیمت<br>دو روپیہ |
|---|---|---|

19- احسان 1374 ہش — 19 - جون 1995ء

# دل والے لوگ

جو لوگ خطرات سے دوچار ہونا جانتے ہیں اور کسی صورت میں بھی بزدلی کا اظہار نہیں کرتے ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دل والے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کا دل اتنا مضبوط ہے کہ یہ کسی بات سے جو اوروں کو خوف زدہ کرتی ہے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ اور ان کی یہ بہادری اور بے خوفی انہیں ہر وقت اس بات پر آمادہ رکھتی ہے کہ جس بات کو وہ سچ سمجھتے ہیں اور جس کا بیان کر دینا ان کے خیال میں مناسب ہوتا ہے وہ اسے بیان کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر سچی بات ہر جگہ بیان کرتے پھرتے ہیں۔ اس سے تو فتنہ کا امکان ہوتا ہے۔ بات سچی ہو اور موقعہ مناسب ہو تو اس کا کہہ دینا ضروری ہے۔ اور صرف دل والے ایسا کر سکتے ہیں جو بلا جھجک سچی بات مناسب موقعہ پر کہہ دیتے ہیں۔ ان کے چال چلن میں کوئی جھول نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ درست سمجھتے ہیں اسی کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں جھول تو انسان کے چال چلن میں اس وقت آتا ہے جب وہ کسی سے ڈرتا ہو کہ اس کو اس کی کسی بات کا پتہ نہ چل جائے۔ لیکن مضبوط دل والے لوگ اپنے چال چلن میں جھول نہیں آنے دیتے۔

اس کی ایک اور سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر وہ شخص جو دل کا صاف ہے۔ اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء ہر شخص کی خوشنودی سے زیادہ اہم ہے۔ اسے اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ لوگ اسے پسند کریں۔ اسے اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہے اور جو کچھ کرے اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ملے جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے ان سے ڈر کر اگر انسان اپنی زندگی گذارے اور ان عام لوگوں میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ چھوٹے بھی اور بڑے بھی۔ تو یقیناً اس کی زندگی میں جھول آجائے گا۔ وہ جو کچھ کرنا چاہے گا جس کی اس کا دل اسے اجازت نہیں دیتا اور وہ اس بات سے ڈرے گا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے۔ یا لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔ یا اسے کسی ایسی بات سے محروم کر دیں گے جو اس کا حق بنتا ہے۔ لیکن جہاں تک خدا تعالیٰ کا تعلق ہے وہاں تو انصاف ہی انصاف ہے۔ عدل ہی عدل ہے۔ کسی شخص کا ایک شمہ بھر حق مارا نہیں جاتا اور کسی شخص پر بلاوجہ ناراضگی نہیں ہوتی۔ اگر انسان خدا تعالیٰ ہی کو اپنے سامنے رکھے تو اس کا دل اس یقین سے پر ہو جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی کیفیت اور اس کی اہمیت خدا تعالیٰ پر واضح ہے۔ اگر وہ اچھا کام کرتا ہے تو اچھی جزا لے گا۔ ور اگر نہیں کرتا تو جزا سے محروم بھی ہو سکتا ہے۔ پس جو لوگ حقیقی طور پر دل والے ہیں ان کی آنکھیں بھی صاف ہوتی ہیں ان کی زبان بھی صاف ہوتی ہے اور ان کے چال چلن میں بھی کوئی جھول نہیں ہوتا اور وہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے اس بات میں ڈرتے رہتے ہیں کہ ان سے کوئی غلط بات نہ کہی جائے۔ ان سے کوئی غلط کام نہ سرزد ہو جائے۔ اور ان کا یہ ڈر ان کے لئے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

تنقید بھی اک صنفِ سخن ہے مگر اے دوست
تنقید تو تخلیقِ سخن ہو نہیں سکتی
مثبت ہو تو کچھ لوگوں کے کام آتی ہے لیکن
منفی ہو تو دھبّوں کو کبھی دھو نہیں سکتی

ابو الاقبال

---

بتاؤں کیا تجھے ہمدم کہ میخانے پہ کیا گذری
ہمارے ساقئ مہوش کے مستانے پہ کیا گذری

شبستانِ صداقت میں فروزاں شمعِ ملت ہے
مگر معلوم ہے تجھ کو کہ پروانے پہ کیا گذری

یقیں محکم۔ عمل پیہم بھی تھا جمع منظم بھی
عجب ہے دشتِ غُربت میں یہ دیوانے پہ کیا گذری

تری سرسبز کھیتی یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ ہے لیکن
نہ بھُول اِس بات کو زیرِ زمیں دانے پہ کیا گذری

بلائے قوم پنہاں زیرِ خود گنجِ کرم دارد
گذر زیں شکوۂ بے جا کہ کاشانے پہ کیا گذری

چٹاں بن جاؤ طوفاں میں یہ دن ہیں ابتلاؤں کے
نہ دیکھو یہ کہ دیوانے پہ فرزانے پہ کیا گذری

وہ دیکھو منزلِ مقصود اٹھاؤ اب قدم جلدی
جو تم سے پہلے گذرے اُن کے سستانے پہ کیا گذری

دُعاؤں ہی سے اکمل مُشکلیں حل ہوتی آئی ہیں
مُرادیں اپنی پہلے بھی اِسی صورت سے پائی ہیں

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

---

## نجات اللہ کے فضل سے ملتی ہے

نجات اس کے فضل سے ملتی ہے اور اسی کا فضل ہے جو اعمال صالحہ کی توفیق دی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل دعا سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے وہ بھی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ انسان کا ذاتی اختیار نہیں کہ وہ دعا کے تمام لوازمات اور شرائط محویت، توکل، تبتّل، سوز و گداز وغیرہ کو خود بخود مہیا کر لے۔ جب اس قسم کی دعا کی توفیق کسی کو ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جاذب ہو کر ان تمام شرائط اور لوازم کو حاصل کرتی ہے۔ جو اعمال صالحہ کی روح ہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالستار خان- مربی سلسلہ

# حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب

جماعت احمدیہ کے پہلے ناظر مال- انتہائی مخلص- فدائی، سلسلہ احمدیہ کا درد رکھنے والے اور ربع صدی سے مزائد عرصہ تک سلسلہ کی انتھک خدمت کرنے والے بزرگ حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب قائم گنج ضلع فرخ آباد- یوپی میں غالباً ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے- اور خوانین کے معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے- آپ کے والد صاحب کا نام نامدار خان صاحب تھا جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے معتقدین میں سے تھے- کالج کی تعلیم آپ نے علی گڑھ میں حاصل کی- اور امامت اولیٰ کے زمانہ میں آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی- ۱۹۱۲ء میں اپنے وطن سے مستقل طور پر قادیان منتقل ہوئے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور سائنس ٹیچر کام کرتے رہے- جنوری ۱۹۱۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے آپ کو جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا ناظر مال مقرر فرمایا- اور ایک لمبے عرصہ تک آپ اسی عہدہ پر فائز رہے- نظارت کے کام کے علاوہ اکثر ہنگامی کام بھی آپ کے سپرد ہوتے تھے اور آپ انہیں خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے- آپ کو امامت ثانیہ کے ابتدائی ایام سے ہی نہایت اہم ذمہ دار عہدوں پر فائز رہ کر خدمت دین کی توفیق ملی- بطور ناظر مال جماعت کے مالی استحکام میں آپ نے خاص حصہ لیا- بعدازاں ناظر دعوت (الی اللہ) اور وکیل التبشیر کے عہدوں پر بھی بیک وقت کام کرتے رہے- آپ کی طبیعت میں بے حد استغنیٰ تھا اور للّٰہیّت کا رنگ پایا جاتا تھا-

آپ نے اس جاں فشانی کے ساتھ ایک لمبے عرصہ تک خدمت دین کی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ایک موقعہ پر آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سلسلہ کے بوجھ اور تفکرات کی وجہ سے قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہیں-

(الفضل ۶ ستمبر ۱۹۵۵ء)

۳ ستمبر ۱۹۵۵ء کو قریباً ستر برس کی عمر میں اپنے مولاءِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے-

آپ کی وفات کی اطلاع ملتے ہی سلسلہ احمدیہ کے بزرگان و احباب آپ کی رہائش گاہ پر جمع ہو گئے- ان دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی یورپ کے دورہ پر تھے- اور امیر مقامی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تھے حضرت صاحبزادہ صاحب بنفس نفیس اپنی علالت طبع کے باوجود تعزیت کے لئے آپ کے گھر تشریف لائے-

دوسرے روز یعنی ۴ ستمبر ۱۹۵۵ء کو مقبرہ بہشتی کے میدان میں امیر مقامی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا- اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد قبر تیار ہونے پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی-

انجمن تحریک جدید کی طرف سے حضرت مولوی صاحب کی وفات پر الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو جو قرارداد تعزیت شائع ہوئی اس میں حضرت مولوی صاحب کے متعلق تحریر ہے-

موصوف سلسلہ کے مخلص اور بے لوث کارکن تھے- اپنے ماتحتوں سے نہایت شفقت اور عزت سے پیش آتے اور ہر وقت ان کی بہبود اور بہتری کے لئے کوشاں رہتے- آپ کافی عرصہ تک (سیکرٹری فارن مشنز) وکیل التبشیر کے عہدہ پر فائز رہے اور احسن طریق پر اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے-

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ۱۲- ستمبر ۱۹۵۵ء کو حضرت مولوی صاحب کے متعلق ایک مضمون لکھا جو ۱۶، ستمبر ۱۹۵۵ء کے الفضل میں شائع ہوا- اس میں حضرت صاحبزادہ صاحب مولوی عبدالمغنی خان صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں-

مولوی صاحب (موصوف) غالباً حضرت (امام جماعت احمدیہ الاول) کے زمانہ میں ۱۹۱۲ء میں اپنے وطن قائم گنج ضلع فرخ آباد یوپی سے قادیان مستقل طور پر تشریف لائے تھے- پھر ملکی تقسیم کے بعد تک مسلسل خدمت سلسلہ میں مصروف رہے- نہایت مخلص اور صابر شاکر بزرگ تھے عبادت کے انتہا درجہ پابند اور عبادت باجماعت کے دلی شائق تھے- صاحب کشف اور رویا بھی تھے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ساتھ نہایت درجہ اخلاص رکھتے تھے- اور سلسلہ کی ہر چھوٹی بڑی خدمت کو بڑی توجہ اور سرگرمی سے ادا کرتے تھے- ملکی تقسیم کے بعد انہیں اوپر تلے دو جوان بچوں ایک لڑکی اور ایک لڑکے کی وفات کا صدمہ پہنچا- مگر اس بندہ خدا نے اس صدمہ پر اتنے صبر سے کام لیا جو اس کا حصہ تھا- ان کے جوان سالہ لڑکے کی وفات ان ایام میں ہوئی جب جب حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا وہ اس کا جنازہ لاہور سے ربوہ لا رہے تھے کہ ایک عزیز نے جسے اس کی وفات کا علم نہیں تھا ان سے بچہ کی خیریت پوچھی- مولوی صاحب نے جواب میں کہا پہلے حضرت صاحب کی خیریت بتاؤ اور جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب خیریت سے ہیں تو بلند آواز سے کہا (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) اور اس کے بعد پوچھنے والے کو بتایا کہ بچہ کا جنازہ لا رہا ہوں-

مولوی صاحب شروع میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ٹیچر رہے- اور کچھ عرصہ بعد جب نظارتیں بنیں تو حضرت صاحب نے انہیں ناظر مال مقرر فرما دیا- جس کام کو انہوں نے بڑی سرگرمی اور توجہ کے ساتھ نبھایا اور اس کے بعد کئی سال تک ناظر دعوت (الی اللہ) رہے اور انجمن کی طرف سے ریٹائرڈ ہونے پر کچھ عرصہ تحریک جدید میں بھی کام کیا- طبیعت بہت نرم پائی تھی- اور کسی کی دکھ کی داستان سن کر دل فوراً پسیج جاتا تھا- اور ایسے موقعوں پر بعض اوقات اتنی نرمی کر بیٹھتے تھے جو نظم و ضبط کے لحاظ سے درست نہیں سمجھی جاتی تھی- مگر یہ کمزوری بھی ان کی شرافت اور رحم دلی کا نتیجہ تھی- مزاج میں تصوف کا رنگ تھا اور اردو اور فارسی ادب کے ساتھ بھی اچھا شغف تھا- اور اردو کے بہت سے شعراء کا کلام یاد تھا- مزاج میں بہت سادگی تھی اور دوست نواز بھی بہت تھے- میں جب بھی ان کے مکان پر جاتا تو بڑی محبت سے مہمان نوازی کا حق ادا کرتے- الغرض خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں- حیدر آباد دکن کے نواب اکبر یار جنگ صاحب مولوی صاحب (موصوف) کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں-

مولوی صاحب نے اپنے پیچھے ایک لڑکا عزیز عبدالمنان اپنی یادگار چھوڑا ہے- یا ان کی (وفات یافتہ) لڑکی کی ایک خورد سالہ بچی ہے- اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو غریق رحمت کرے اور ان کی اہلیہ اور بچے اور نواسی کا حامی ناصر ہو-

ان دوستوں (ماسٹر آسان دہلوی صاحب حضرت اماں جی حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الاول اور حکیم فضل الرحمان) کی وفات میں خاص صدمہ کا پہلو یہ ہے کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) اور حضرت امام جماعت احمدیہ الاول اور امامت ثانیہ کے ابتدائی زمانہ میں کام کرنے والے دوست آہستہ آہستہ گزرتے جاتے ہیں اور ہم لوگوں کو جنہوں نے ابتدائی زمانہ یا اس سے ملتا جلتا زمانہ دیکھا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہماری مخصوص مجلس خالی ہوتی جا رہی ہے- بے شک نوجوان کارکنوں میں بھی کئی بہت مخلص اور فدائی کارکن ہیں- مگر ہر زمانہ کا اپنا اپنا ماحول ہوتا ہے اور دوسرے ماحول میں انسان وہ روحانی لذت اور سرور نہیں پاتا جو اپنے خاص ماحول میں پاتا ہے- مگر اس موضوع کو چھیڑنا گویا ایک دکھتی رگ کو چھیڑنا ہے- اللہ تعالیٰ گزرنے والوں پر فضل و رحمت کی بارش برسائے اور نوجوان کارکنوں کو ان کا سچا وارث بنائے- آمین تا نئے کارکن کسی دن حسرت کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور نہ ہوں کہ

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

(الفضل ۱۶- ستمبر ۱۹۵۵ء)

---

نسیم سیفی

# ایک نئی بات

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر شخص کے گھر میں پودے لگے ہوئے ہوتے ہیں- اسے اس بات کا تجربہ ہے کہ بعض پودے مرجھانے لگتے ہیں اور جب ان کی جڑوں کو کھود کر دیکھا جاتا ہے تو وہاں دیمک ہوتی ہے یا بعض اوقات کثیر تعداد میں وہاں چیونٹیاں بھی پائی جاتی ہیں اسی لئے یہ بات مشہور ہے کہ پیڑوں اور پودوں کے لئے چیونٹیاں اور چیونٹے دشمن کا روپ دھار لیتے ہیں- ہمیشہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ چیونٹے کسی درخت کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتے-

لیکن اب امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے ایک ماہر نباتات نے بورنیو کے برساتی جنگلات میں ایک ایسے پودے پر تحقیق کی ہے جو زمین میں نہیں اگتا- درختوں کے تنوں پر اگتا ہے- اسے نہ زمین سے غذا ملتی ہے نہ پانی ملتا ہے- یہ سب کچھ وہ کسی اور ہی طریقہ سے حاصل کرتا ہے- تحقیق کے دوران پتہ چلا کہ اس درخت کے پتے جو چوڑے اور گول ہوتے ہیں ان میں بہت سے چیونٹے مقیم رہتے ہیں اور اس پودے کے لئے وہ اس طرح غذا فراہم کرتے ہیں کہ ان کے سانس سے کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے- جو پودے کو پروان چڑھنے میں مدد دیتی ہے- اگر ایسا نہ ہو تو اس پودے کو کہیں سے غذائیت نہیں ملتی- اور کہا جاتا ہے کہ یہ پودا ناامیدی کے ماحول میں پلتا ہے- پتے اس کے گیروے ہوتے ہیں اور اندر سے کھوکھلے- یہ کھوکھلا پن چیونٹوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور ایک دوسرے کے لئے یہ مفید ثابت ہوتے ہیں- اندر دوڑتے بھاگتے ہوئے وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں جو پودے کے لئے مفید ہے- اور کہا جاتا ہے کہ انہی کیڑوں مکوڑوں کا ملبہ نائٹروجن پیدا کرتا ہے اور وہ بھی اس پودے کے لئے مفید ہے-

جب سے یہ تحقیق سامنے آئی ہے ماہرین کا خیال ہے کہ بعض پیڑوں اور پودوں کا چیونٹوں اور دیگر کیڑے مکوڑوں سے بہت پرانا رشتہ ہے- یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی زندگی کا سبب بنتے ہیں- جن جنگلات میں یہ تحقیق کی گئی ہے- وہ بورنیو کے برساتی جنگلات ہیں اور

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سعود احمد خان

# ڈاکٹر بلائیڈن آف لائبیریا

۱۹۵۳ء کو ایک خوشگوار صبح مجھ کو آج بھی یاد ہے جب اس وقت کے گولڈ کوسٹ (آج کے گھانا) کے پہلے وزیر اعظم کوامی انکرومہ Kwame Nkrumah احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں تشریف لائے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے مغربی افریقہ کے ایک عظیم سپوت ڈاکٹر بلائیڈن Blyden کو خراج تحسین پیش کیا اور بتایا کہ وہ جدید افریقہ کے

Father of intellectualism

یعنی دانشوری کے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی ضمن میں انہوں نے ڈاکٹر بلائیڈن کی کتاب

Christianity Islam and Negro Race

کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ اسلام کے بہت بڑے مداح تھے۔ بلکہ باوجود عیسائی ہونے کے وہ سمجھتے تھے کہ افریقیوں کو عیسائیت سے زیادہ اسلام کا ممنون احسان ہونا چاہئے۔ کوامی انکرومہ نے یہ بھی کہا کہ اگر انیسویں صدی کے آخر میں یہ کتاب نہ لکھی جاتی تو افریقیوں میں نہ علم و دانش سے شوق پیدا ہوتا اور نہ ان کے دلوں میں افریقی قومیت کا احساس جاں گزیں ہوتا۔

یہ ڈاکٹر بلائیڈن کون تھے اور انہوں نے مذکورہ بالا کتاب کب اور کیوں لکھی؟ یہ مضمون انہی بلائیڈن کے بارے میں ہے۔

ایڈورڈ ولمٹ بلائیڈن

(Edward Wilmot Blyden) ایک افریقی نژاد ویسٹ انڈین تھے جو برٹش کولونی سینٹ تھامس کے جزیرے میں ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہوئی پھر وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ چلے گئے۔ لیکن سیاہ فام ہونے کے سبب قانون وقت کے مطابق ان کو وہاں کسی اعلیٰ تعلیمی ادارے میں داخلہ نہ مل سکا۔ نیویارک کی سوسائٹی آف کولونائزیشن نے ان کو مغربی افریقہ کے نئے آباد کردہ ملک لائبیریا جانے کے لئے مفت ٹکٹ کا انتظام کر دیا۔

غلاموں کی تجارت کے ممنوع قرار دیئے جانے کے سبب بہت سے غلاموں کو آزادی مل گئی تھی۔ البتہ ابھی غلامی ختم نہ ہوئی تھی۔ لیکن جن جہازوں میں ابھی غیر قانونی طور پر غلام مغربی افریقہ سے لائے جاتے تھے ان کو امریکہ کے کسی ساحل پر اتارنے کی اجازت نہ ملتی اور اس طرح بہت سے آزاد کر دیئے جاتے۔ ان کی آبادکاری کے لئے امریکہ کے انسان دوست حلقوں نے مغربی افریقہ کے مقامی سرداروں سے زمین خرید کر لائبیریا کا ملک آباد کیا۔ ایسا ہی ایک تجربہ انگریزوں نے سیرالیون میں فری ٹاؤن کے نام سے نئے آزاد شدہ غلاموں کی بستی آباد کی۔ لائبیریا پہنچ کر نوجوان بلائیڈن نے غیر معمولی ذہانت کا اظہار کیا۔ اور بیس برس کی عمر میں ہی وہ لائبیرین ہرالڈ کے ایڈیٹر بن گئے۔ اس کے ساتھ انہوں نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور آخر اپنے لائبیریا کالج میں استاد ہو گئے۔ اور ترقی کرتے کرتے اسی ادارہ کے منتظم اعلیٰ پریذیڈنٹ کے منصب پر فائز ہوئے اپنے ملک کی خدمت میں وہ ہر میدان میں پیش پیش رہے۔ کئی ملکوں میں سفیر مقرر ہوئے اور انگلستان میں بھی سفیر رہے اسی زمانہ میں ان کی برطانوی دانشوروں سے شناسائی بہت جلد ذاتی دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ ان میں مشہور ناول نگار چارلس ڈکنز' بھی تھے تو سیاسی میدان میں انگلستان کے وزیر اعظم گلیڈ سٹون بھی ان کے ذاتی دوستوں میں شامل تھے۔ وہاں سے واپس آکر وہ اپنے ملک کے سیکرٹری آف سٹیٹس بھی رہے اور امور داخلہ اور خارجہ دونوں کے وزیر ہوئے۔

اپنے ملک کی حکومت میں ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے ان کو لائبیریا کے ہمسایہ علاقوں اور قبائل کے ساتھ بھی میل جول رکھنا پڑا اور اس طرح ان کو مسلمانوں کے عادات و اطوار ان کے علوم اور دین اور ان کی علمی زبان عربی کا بھی شوق پیدا ہوا۔ اس زبان کے ذریعہ ان کو پہلی بار احساس ہوا کہ افریقہ کا بھی ایک ماضی تھا ورنہ وہ صحرائے اعظم کے جنوب میں افریقہ کو غیر مہذب لوگوں کا خطہ سمجھتے تھے جس کو تہذیب و تمدن سے کبھی لگاؤ نہ رہا تھا۔ یورپین ملاح اور تاجر چونکہ ساحلی علاقوں میں آئے جو واقعی ابھی تک تہذیب و تمدن میں بہت پیچھے تھے اسی وجہ سے ان تاجروں کے لئے ساحلی افریقی قبائل کو آپس میں لڑا کر ایک دوسرے کے جنگی قیدیوں کو غلام بنا کر امریکہ لے جانا آسان بھی تھا اور یہی ایک اس وقت نفع مند تجارت بھی تھی۔ گویا یہ افریقی قبائل ہی تھے جو اپنے ہی لوگوں کو پکڑ کر یورپین تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ ایسے لوگوں کو یورپین اقوام نے ان کے اپنے ماضی سے کاٹ دیا تھا۔ اور یورپ اور امریکہ جا کر جب انہوں نے کچھ علم حاصل کرنا شروع کیا تو کتابوں میں یہی پڑھا کہ افریقہ کا کوئی تاریخی ورثہ موجود نہیں۔ لیکن بلائیڈن جوں جوں اندرون ملک افریقی قبائل سے قریب تر ہوتے گئے جو مسلمان تھے تو ان میں ان کو افریقہ کی تاریخ کے ورثہ کا احساس ہوا جس میں عظیم سلطنتوں گھانا' مالی اور سنگھائی کا قیام بھی شامل تھا اور شمالی افریقہ کے ذریعہ تمام مہذب دنیا کے ساتھ تجارتی روابط کا ذکر بھی تھا۔

اب بلائیڈن نے سوچا کہ اس ورثہ سے آگاہی حاصل کر کے افریقہ کے پسماندہ لوگوں میں قومی بیداری پیدا کی جا سکتی ہے۔ پس عرب سیاحوں جغرافیہ دانوں اور مورخین کی کاوشوں سے پوری آگاہی کے لئے جنہوں نے دوسرے ملکوں کے ساتھ افریقہ کی تاریخ اور مادی وسائل کو محفوظ کر رکھا تھا عربی کا پڑھنا لازمی بات تھی۔ اس میں کمال حاصل کرنے کے لئے اور تاریخ کے ماخذوں سے ذاتی رابطہ پیدا کرنے کے لئے انہوں نے مصر شام اور دیگر عرب ملکوں کے سفر کئے۔ وہاں سے آکر لائبیریا کالج میں عربی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ عربی زبان کے ساتھ اس گہرے تعلق نے ان میں اسلامی تعلیمات کو سمجھنے اور ان کی اصلاحی افادیت کو جاننے کے مواقع بھی پیدا کر دیئے۔ ان کے اس ذوق کی وجہ سے گنی۔ سینیگال اور مالی کے اندرونی قبائل میں ان کو مسلمان سمجھا جانے لگا۔ اور ان کے مسلمان دوستوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ عیسائی ہیں ان کی اسلام دوستی کی قدر دانی میں ان کو عبدالکریم کے اسلامی نام سے مشہور بھی کر دیا۔

برطانوی حکومت نے بھی سیرالیون میں مسلمانوں میں تعلیم کے فروغ کے لئے ڈاکٹر بلائیڈن کو کچھ عرصہ کے لئے اپنا مشیر مقرر کیا۔ لیکن قدرت کو یہ کام مغربی افریقہ میں جس سے لینا تھا اس کا ابھی وقت نہ آیا تھا۔ بیسویں صدی میں سلسلہ احمدیہ کے مربی وہاں پہنچے تو ان کے ذریعہ انگریزی اور عربی کے امتزاج سے ایک نیا نظام شروع ہوا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی پر رہے۔

جیسے اوپر بیان ہوا کہ بلائیڈن کو لائبیریا کے ہمسایہ میں مسلمان قبائل کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے پر احساس ہوا کہ افریقہ کا بھی ایک ماضی تھا جس میں یہاں کی عظیم سلطنتوں کے قیام کی تاریخ اور باقی مہذب دنیا کے ساتھ تجارتی اور علمی روابط تھے تو یہ بات انہوں نے افریقہ کے لئے باعث افتخار سمجھی اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یورپین اقوام نے غلاموں کی تجارت کے زمانہ میں ایک کروڑ افریقیوں کو بحر اٹلانٹک کے پار لے جانے میں ان پر جو جسمانی ظلم و ستم ڈھائے اس سے زیادہ ظلم ان کے ذہنوں پر کیا جب یورپ اور امریکہ کے مصنفوں نے یہ لکھنا شروع کیا کہ افریقہ کا کوئی ماضی نہ تھا۔ اگر کسی قوم کے دماغوں پر یہ بات نقش کر دی جائے کہ اس کی کوئی قومی تاریخ نہیں تو اس میں قومی شعور اور جذبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ جن لوگوں میں قومی احساس پیدا نہ ہو وہ مردوں سے بدتر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بلائیڈن مسلمان تاجروں۔ سیاحوں۔ جغرافیہ دانوں اور مورخین کے ممنون ہوئے کہ اگر انہوں نے افریقہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو لوٹ مار مچانے کے لئے نہیں اور نہ ہی یہاں کے باشندوں کو جانوروں کی طرح ہنکاتے ہوئے اپنے ملکوں میں لے جا کر ان کی جسمانی طاقت اور محنت سے فائدہ اٹھانے کے لئے بلکہ ان کو یہ بتایا کہ تم بھی دنیا کی مہذب قوموں کی طرح قدرت کے خزانوں سے مالا مال ہو اور تم بھی کبھی اسی طرح زمین میں سر اٹھا کر چلنے والے تھے جس طرح آج طاقت کے بل پر معزز کہلانے والی قوموں نے اس سرفرازی کو اپنی اجارہ داری بنا رکھا ہے۔

اب ڈاکٹر بلائیڈن نے اس نقطہ نگاہ سے اسلام اور عیسائیت کا تقابلی مطالعہ شروع کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ عیسائیت باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رافت اور رحم کی تعلیم کے انسانوں میں محبت اور مساوات کی فضا پیدا نہ کر سکی۔ اسی لئے اس کے ماننے والوں میں برابر کے درجہ پر مساوات اور آزادی کا جذبہ پیدا نہ ہو سکا۔ جبکہ اسلام جہاں بھی گیا وہاں اس نے حکومت میں امن اور انصاف پر زور دیا نہ کہ حکومت کو اقوام میں مہتری اور کہتری کے اصول پر مبنی قرار دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ عیسائی مشنریوں نے عیسائیت کو یورپین تہذیب اور تمدن کے ساتھ وابستہ کیا۔ یعنی افریقی لوگ اپنی تہذیب اور طرز معاشرت کے ساتھ اچھے عیسائی نہیں بن سکتے تھے جبکہ اسلام کی اشاعت کرنے والے سیاحوں اور تاجروں نے اسلام کو عرب تہذیب و تمدن سے وابستہ نہ کیا۔ ایک افریقی اپنے طرز معاشرت میں بھی اسی طرح مسلمان رہ سکتا تھا جس طرح عرب اپنی طرز معاشرت میں۔ بلکہ ایک سیاح یا تاجر افریقیوں کے ساتھ ان کی جھونپڑی میں زمین پر اس طرح بے تکلف ہو کر بیٹھ جاتا تھا کہ گویا وہ انہی میں سے ایک فرد ہے۔ جہاں یورپین عیسائی منادوں نے کبھی ایسا نہ کیا۔ اگر اسلامی تعلیم کے تحت طرز زندگی میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہوتی بھی تو وہ عام انسانیت کی بہبود کے لئے ضروری تھی نہ کہ کسی قوم کے تفوق کو نو مسلموں پر مسلط کرنے کے لئے۔ چنانچہ اسلام نے حلال و حرام کی انسانی سطح پر تعلیم دی ہے جس کی افادیت سے کسی معاشرہ میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس تبدیلی کا سب سے پہلا اثر خود عربوں پر ہوا تھا۔

عیسائیت کو یورپین مشنریوں نے یورپ کی مادی اور علمی اساس کے طور پر پیش کیا۔ گویا مقابلہ یورپین تہذیب و تمدن اور افریقہ کی پسماندگی اور غربت کا تھا۔ جبکہ بلائیڈن کہتے ہیں کہ افریقہ کے مسلمان اپنے دین کو نور اور تاریکی میں تقابل کے طور پر سمجھتے ہیں۔ وہ اسلام کو علم کی علامت سمجھتے ہیں جبکہ افریقی پسماندگی کو ہی نہیں بلکہ تمام دیگر مذاہب کو ان کی موجودہ بگڑی ہوئی شکل میں جہالت گردانتے ہیں۔ گویا مقابلہ نیکی اور بدی کا ہے نہ کہ ترقی یافتہ قوم اور غیر ترقی یافتہ افراد کا۔ بلائیڈن بورس ورتھ سمتھ کی کتاب محمد اور محمڈن ازم کے حوالہ سے بتاتے ہیں کہ اپنے کو نور کا حامل سمجھنے والا صاحب علم مسلمان

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی پسماندگی اور بے مادی کم مائیگی میں بھی ایک رعب اور وقار رکھتا ہے۔ بلائیڈن کہتے ہیں کہ یورپین علوم سے ناآشنا مسلمان قبائل میں جو رعب اور وقار میں نے پایا وہ ساحلی علاقوں میں بسنے والے یورپین تہذیب اور علوم وفنون سے آشنا عیسائیوں میں مفقود تھا۔ اور وہ یورپین عیسائیوں کے مقابلہ میں احساس کمتری کا شکار تھے۔ یہ بات انیسویں صدی کی ہے جبکہ یورپین طاقتیں اپنے صنعتی انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے (Scramble For Africa) میں مصروف تھے یعنی تمام براعظم کو آپس میں تقسیم کرنے کے لئے اس پر دھاوا بول بیٹھے تھے۔ اور عیسائی مشن خود اپنی اپنی حکومتوں سے درخواست کر رہے تھے کہ وہ آئیں اور جنگجو قبائل میں امن قائم کر کے مشنوں کے تہذیب پھیلانے کے کام کو آسان بنائیں یعنی افریقیوں میں یورپین علوم وفنون کی ترویج میں دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں اور یورپین تجارت کو فروغ ہو۔ حالانکہ ان قبائل کو جنگجو بھی انہی یورپین اقوام کے تاجروں نے شراب اور اسلحہ کے پھیلاؤ کے ذریعہ بنایا تھا تاکہ شراب کے لئے وہ ایک دوسرے کے قبائلیوں کو غلام بنا کر یورپین تاجروں کے ہاتھوں فروخت کریں۔

یہی وہ زمانہ تھا جبکہ ڈاکٹر بلائیڈن نے مختلف مقامات پر اپنے لیکچروں کا آغاز کیا اور بعض رسالوں میں مضامین لکھے جو ۱۸۹۰ء سے پہلے ہی Christianity Islam and Negro Race کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو گئے تھے۔

سب سے بڑا دکھ جس کا اظہار ڈاکٹر بلائیڈن نے اپنی کتاب میں بار بار کیا یہ تھا کہ وہ عیسائیت جس کو کمزور اور نادار اور بے بس اور بے کس افریقیوں کا ملجا اور ماویٰ ہونا چاہئے تھا اس کے مشنری اور مناد پہلے امریکہ میں یہ کہتے سنائی دیئے کہ خدا نے خود اپنی مخلوق میں بعض کو حکومت کرنے کے لئے پیدا کیا اور بعض کو رعایا۔ کسی کو مالک اور آقا بنایا اور کسی کو مملوک اور غلام۔ چنانچہ بعض اچھے نیک نام عیسائی مذہبی رہنما مثلاً ولیم پن ریورنڈ جارج وائٹ اور ایڈ روڈ جو عیسائیت پر کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے خود اپنی ملکیت میں غلام رکھتے تھے۔ اور چرچ میں باقاعدہ غلاموں کو یوں وعظ کیا جاتا تھا کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ کسی کو مالک بنایا تو جو غلام ان کی ملکیت میں آئے ان پر یہ فضل فرمایا کہ اس غلامی کے طفیل ان کو دین کی دولت نصیب ہوئی اور صلیبی موت پر ایمان لا کر گناہ سے کفارہ ہوا۔ اگر وہ افریقہ سے غلام بنا کر امریکہ نہ لائے گئے ہوتے تو یہ برکتیں ان کو کیسے ملتیں پس اب صبر اور شکر سے خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔

انیسویں صدی میں جبکہ غلاموں کی تجارت اور غلامی کو غیر قانونی قرار دیا گیا تو اب امریکہ میں تو ان غلاموں کی چنداں ضرورت نہ رہی بلکہ اب افریقہ کے مال خام کی اور یورپ کی فیکٹریوں میں تیار شدہ اشیائے صرف کے لئے منڈیوں کی ضرورت تھی تو اسی عیسائیت کے پادری ان افریقی مقبوضات میں یورپین حاکموں کے ساتھ ساتھ یہ وعظ کرتے سنائی دیئے جانے لگے کہ جتنا یہاں کی مقامی آبادی حکومت کا ساتھ دے گی اتنا ہی ان کو عیسائیت کی برکات اور خدائی افضال سے مستفیض ہونے کا موقع ملے گا۔ اس کے برعکس بلائیڈن بتاتے ہیں کہ اسلام نے افریقہ کو خصوصاً اور باقی دنیا میں کسی قوم کو عموماً" اسلامی برکتوں کی خاطر عربوں کا غلام و محکوم نہ بنایا۔ یہ ایک قدرتی عمل تھا کہ قوموں میں جنگ کے نتیجہ میں کوئی فاتح اور کوئی مفتوح ہو جاتا ہے اور پھر مرور زمانہ کے ساتھ علاقائی حکومتیں قائم ہو جاتی ہیں اور حاکم اور محکوم اور فاتح مفتوح میں تمیز خود بخود مٹ جاتی ہے۔ جب تک کوئی قوم کسی دوسرے پر امتیازی طور پر حاکم رہتی ہے اس صورت میں بھی اسلام کی تعلیم مساوات انسانی کے تحت امن و انصاف کا سبق دیتی ہے۔ اگر کوئی اس تعلیم پر عمل نہ کرے تو مسلمان ہوتے ہوئے وہ بھی اللہ کے سامنے ایسے ہی جوابدہ ہے جیسے کوئی غیر مسلم۔ پس جن مسلمان تاجروں نے غلاموں کی تجارت کی یہ ان کا ذاتی فعل تھا اسلام کا اس میں کوئی دخل نہ تھا۔ البتہ اسلام نے مساوات انسانی کا ایسا سبق پڑھایا تھا کہ ایک شخص کسی ملک میں غلام کی حیثیت سے داخل ہوتا تو اس کا مسلمان آقا اسلامی تعلیم کے تحت اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا ذمہ دار تھا حتیٰ کہ اس تربیت کے نتیجہ میں وہ غلام ترقی کرتے کرتے ایک دن اسی سرزمین میں تخت شاہی پر متمکن نظر آتا تھا۔ چنانچہ ہر اسلامی ملک میں ایک دور مسلمان غلام بادشاہوں کا بھی تاریخ میں موجود ہے۔

نہ صرف یہ کہ مسلمان مبلغین کسی اسلامی حکومت کے قیام یا تسلط کا افریقہ میں ذریعہ نہ بنے۔ بلکہ بلائیڈن بتاتے ہیں کہ اگر کسی سیاسی کشمکش کے نتیجہ میں صحرا کے جنوب میں کہیں شمالی افریقہ کے عرب نژاد لوگوں کی حکومت قائم ہو گئی تو افریقہ کی نو مسلم آبادی نے ان کو ایک حد تک قبول کیا لیکن جب انہوں نے بے اعتدالی سے کام لیا تو ان کے عرب نژاد ہونے کے باوجود ان کو ملک سے باہر نکال کر ہی دم لیا۔ کیونکہ اسلام نے ان کے اندر حریت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا افسوس کہ عیسائیت افریقہ میں یہ جذبہ پیدا نہ کر سکی۔ بلائیڈن باتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ مغربی افریقہ میں ساحل پر جہاں جہاں مسلمانوں کا اثر پہنچا مثلاً سینیگال گنی اور گیمبیا یا نائیجیریا میں دریائے نائیجر کے کناروں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے یورپین استعماری طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جیسے فرانسیسیوں کا مقابلہ شیخ عمر تیجانی اور شیخ احمد کے بیٹوں اور جانشینوں سے ہوا تو نائیجیریا میں عثمان دان فودیو کے جانشینوں نے نائیجیریا کے ڈیلٹا سے اوپر انگریزوں کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو روکنے کی کوشش کی۔ اگرچہ یورپین طاقت میں زیادہ تھے لیکن مسلمانوں نے مزاحمت تو کی غیر مسلم قبائل کی طرح بغیر لڑے گھٹنے تو نہ ٹیکے اور معاہدات کر کے اپنی آزادی سے خود اپنے ہاتھوں دستبردار نہ ہوئے۔ صرف ایک جگہ گولڈ کوسٹ (موجودہ گھانا) میں آشانٹی غیر مسلم قبیلے نے انگریزوں سے باقاعدہ جنگ لڑی تو بلائیڈن کہتے ہیں کہ اس میں بھی شک نہیں کہ ان کو بھی تقویت ان مسلمانوں سے حاصل ہوئی جو بڑی تعداد میں وہاں اپر دولٹا اور دیگر شمالی علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔ اور اب اپنے ہم قوم افریقیوں کے ساتھ مل کر بیرونی دشمن کے مقابلہ میں اپنی وفاداری کے ثبوت میں شجاعت کے جوہر دکھانے میں پیش پیش تھے۔

ڈاکٹر بلائیڈن نے یہ سب کچھ اس وقت لکھا جب افریقہ میں استعماری نظام قائم کیا جا رہا تھا۔ اس وقت آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کا خیال تو کسی کو آ ہی نہ سکتا تھا۔ آج افریقہ آزاد ہے اور اکثر ملکوں میں حکومت عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ آزادی حاصل کرنے میں چرچ کا کوئی حصہ نہیں رہا۔ انسان دوستی کے بعض پادریوں نے بہت شاندار مظاہرے کئے اور ان کے کارنامے سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ان سے آزادی کی مہم کو تیز تر کرنے میں کوئی مدد نہیں ملی۔ بلکہ محکوم طبقہ میں حاکموں کے لئے ممنونیت کا رجحان پیدا ہوا۔ گویا بلائیڈن کے نزدیک یہ بھی عزت نفس کو اونچا کرنے کا موجب نہ ہوا جبکہ مسلمان ملکوں میں تمام فلاح و بہبود کے کام مقامی مسلمان صدیوں سے خود سر انجام دیتے رہے۔ تعمیر مساجد یا مدرسوں یا خانقاہوں کے قیام میں کبھی کسی قاہرہ یا استنبول یا بغداد کی مدد پر انحصار نہ کیا گیا۔ جبکہ کسی چرچ یا پادری کے خدمت انسانی کے کام کو استعماری حاکم ملک کا تحفہ ہی گردانا گیا۔ بقول ڈاکٹر بلائیڈن مسلمان علاقے اس قسم کی دریوزہ گری سے بھی محفوظ رہے۔

---

یاد رفتگان ——— عبدالباسط شاہد

# مولانا صالح محمد احمدی صاحب

عید قربان سے اگلے روز مورخہ ۹۵-۵-۱۱ بروز ہفتہ چچا جان مکرم مولانا صالح محمد احمدی ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئے ........ آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ ہمارے دادا جان کو ابتدائی زمانہ میں بیعت کی توفیق حاصل ہوئی اور اس کے جلد بعد ہی آپ اپنے گاؤں ہرسیاں سے ترک سکونت کر کے دیار حبیب میں ہی آباد ہو گئے۔ اس طرح چچا جان کا بچپن۔ جوانی اور حصول تعلیم کا سارا زمانہ قادیان کے علمی اور روحانی ماحول میں گزرا جس کا آپ کی طبیعت پر بہت گہرا نقش تھا۔ آپ حضرت مولانا نذیر احمد مبشر اور حضرت مولانا احمد خاں نسیم کے ہم جماعت تھے۔ اس وقت کے حالات اور طریق کے مطابق مولوی فاضل کر لینے یا جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد سب طلبہ کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کسی خدمت پر مقرر کیا جانا ضروری نہیں تھا۔ محترم چچا جان اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کاروبار میں مصروف ہو گئے کچھ عرصہ آپ نے امراوتی (ہندوستان) میں بھی بسر کیا جہاں ہماری چچی جان ایک سکول میں معلمہ کے فرائض انجام دیتی تھیں۔ امراوتی سے واپسی پر قادیان میں کاروبار شروع کیا جہاں ترقی کے اچھے مواقع تھے مگر حضرت امام جماعت ثانی کی تحریک پر دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے زندگی وقف کر دی۔ آپ کا وقف منظور ہوا اور حضرت صاحب نے آپ کو بطور تاجر مربی مقرر فرمایا۔ آپ کچھ عرصہ انگلستان اور لمبا عرصہ غانا میں اسی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ حضرت امام جماعت ثانی نے متعدد مرتبہ آپ کی خدمات کی تعریف فرمائی اور آپ کے کام کو بطور مثال پیش فرمایا۔

احمدیت سے لگاؤ اور قلبی تعلق مثالی تھا۔ امام جماعت سے محبت و عقیدت آپ کے ہر کام اور بات سے ظاہر ہوتی تھی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ماٹو آپ کا لائحہ عمل تھا۔ ایک دفعہ قربانی کے لئے آپ ایک بکرا خرید کر لائے آپ کے ایک عزیز نے آپ کو بتایا کہ اس نے بھی ایک بکرا خریدا ہے جو آپ کے جانور سے بہتر اور سستا ہے۔ محترم چچا جان نے متبسم چہرے کے ساتھ جواب دیا کہ ٹھیک ہے آپ اچھا بکرا سستے داموں خرید کر لائے ہیں مگر میں تو ایک احمدی بھائی سے خرید کر لایا ہوں یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے اور آپ کی زندگی میں وضعداری اور بااصول ہونے کی ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

اپنے محلہ میں ایک لمبے عرصہ تک تدریس و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ وقت کی پابندی اور وضعداری یہاں بھی نمایاں تھی۔ اہل محلہ بہت عزت کرتے اور چھوٹے بڑے آپ کی بات کو توجہ سے سنتے یہی وجہ ہے کہ بہت سے جھگڑے اور غلط فہمیاں آپ کے دخل اور توجہ سے دور ہوئیں کیونکہ محلے والے خوب جانتے تھے کہ آپ کی باتوں میں خلوص محبت اور ہمدردی ہے۔

محترم چچا جان کی شادی محترم جناب ٹھیکیدار غلام رسول صاحب کی صاحبزادی سے زمانہ

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفت روزہ لاہور ۲۵ فروری ۱۹۹۵ء

ابو طاہر فارانی

# حجاج بن یوسف کے کردار ساز پہلو

ملت کے معتوبین کی اگر فہرست تیار کی جائے تو حجاج بن یوسف ثقفی کا نام نمایاں نظر آئے گا۔ اس نے صحابہؓ اور تابعین کی توہین کی عبد اللہؓ بن زبیر کو قتل کرنے کے لئے دیوار کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے۔ اور ایک محتاط روایت کے مطابق پچھتر ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا لیکن ان "سیئات" کے مقابلہ میں وہ کچھ "حسنات" بھی رکھتا تھا جنہیں تاریخ کا وقائع نگار نظر انداز نہیں کر سکتا کیونکہ ان میں سیرت آفریں اور کردار ساز پہلو بھی ہیں۔ سندھ پر حملہ کرنے کی اجازت دربار خلافت سے اسی نے حاصل کی تھی اس شرط پر کہ وہ مصارف جنگ کا بار بیت المال پر نہیں پڑنے دے گا اس مہم کا سربراہ اس نے اپنے عزیز ترین عزیز محمد بن قاسم ایک نوجوان کو مقرر کیا۔

**فوج کی ضروریات** ہر طرح کی فوجی نقل و حرکت کی نگرانی صدہا میل کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا اپنے دار الامارۃ میں کرتا رہتا تھا اور برابر سپہ سالار افواج کو ہدایات دیتا رہتا تھا جو لشکر بھیجتا اس کے سامان رسد میں معمولی دھاگا تک موجود ہوتا تھا۔ سپاہیوں کو سرکہ مرغوب تھا اس نے سرکہ میں روٹی تر کرائی۔ اسے خشک کرایا اور پھر یہ ذخیرہ سندھ روانہ کر دیا۔ کہ حسب ضرورت اسے پانی میں بھگو کر بنا لیا جائے اور استعمال کیا جائے۔ بیل اور گائے کو ہندوؤں میں تقدس کا درجہ بھی حاصل ہے اور زراعت کے لئے ان کی افادیت مسلم ہے مسلمان فاتحین نے گائے کا گوشت خوب خوب کھایا جس سے اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اگر یہی رفتار رہی تو یہ جانور نایاب ہو جائے گا۔ اس کی اطلاع حجاج کو ملی۔ تو اس نے فوراً "گاؤ کشی" کا فرمان جاری کر کے مفتوح قوم کا دل جیت لیا۔

محمد بن قاسم دیبل کی طرف بڑھ رہا تھا تو حجاج نے اسے ایک ہدایت نامہ بھیجا۔ یہ ہدایت نامہ ایک ماہر "فنون جنگ" کا بھی ہے اور ایک "مرد مومن" کا بھی۔ اس نے لکھا۔

دیبل کی حد میں جب قیام کرنا تو چاروں سے طرف خندق کھود لینا۔ زیادہ تر بیدار رہنا۔ تم میں جو حافظ ہیں۔ ہمیشہ تلاوت میں مصروف رہیں۔ دوسرے لوگ دل سے دعا کرتے رہیں۔ خدا کا ذکر زبان پر جاری رکھنا۔ توفیق الٰہی سے مدد کے طالب رہنا "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کا ورد رکھنا۔" کیا ایک مومن باصفا اس سے زیادہ کچھ لکھ سکتا تھا؟

**حجاج کے خطوط** حجاج محمد بن قاسم کو اکثر خط لکھا کرتا تھا ان خطوں میں جنگی تدبیریں اور ولولہ ابھارنے والی باتیں ہوتی تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان خطوط کا انداز نگارش ایک جابر و قاہر حاکم کا نہیں صرف مرد مومن کا ہے جس کا دل خشیت الٰہی۔ توکل علی اللہ اور ایمان و اعتقاد راسخ کا نشیمن نظر آتا ہے۔ اپنے ایک خط میں محمد بن قاسم کو لکھتا ہے۔

"خدائے عزوجل کی بارگاہ میں "پنجوقتہ نماز ادا کرنا۔ سارے ضروری کاموں سے مقدم رکھو۔ تکبیر۔ قیام۔ رکوع۔ سجود اور قعود کے وقت عجز و نیاز کے ساتھ خدا سے مدد طلب کرنا۔ کیوں کہ خدائے بزرگ و برتر کی عنایت کے سواء کسی انسان کو بھی طاقت اور دبدبہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب تم خدا کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ اور اعتماد رکھو گے تو تمہاری ساری امیدیں پوری ہوں گی اور فتح و نصرت تمہارے جلو میں ہو گی۔"

کیا یہ نامہ ایک سنگدل اور سخت گیر حاکم کا ہے یا مصلّے پر بیٹھنے والے کسی تسبیح خواں کا؟

**ادب اور لغت پر وسیع نظر** حجاج ادب اور لغت اور قرآن پر وسیع نظر رکھتا تھا۔ داہر کا سر جب اس کے سامنے آیا تو کعب سے اس نے آنکھوں دیکھا حال پوچھتے ہوئے محمد بن قاسم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کسی موقع پر ہراساں تو نہیں ہوا تھا؟ کعب نے ایک نازک مرحلے کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

ہاں ایک موقع پر اس نے اضطراب اور سراسیمگی میں کہا تھا "اطعمنی الماء" مجھے پانی پلاؤ تو کیا غلط کہا؟ قرآن میں وارد ہوا ہے۔

"یقیناً اللہ تعالیٰ ایک ندی کے ذریعہ تمہارا امتحان لینے والا ہے۔ پس جس نے اس نہر میں سے (پیٹ بھر کر) پانی پی لیا۔ وہ مجھ سے (وابستہ) نہیں اور جس نے اس سے نہ چکھا وہ یقیناً مجھ سے (وابستہ) ہو گا۔"

امان کے بارے میں حجاج کی نافرمانی کے باوجود محمد بن قاسم فتح پر فتح حاصل کرتا رہا۔ اس نے نہ صرف راجہ داہر کو شکست فاش دی اسے قتل کیا بلکہ دوسرے حریفوں سے ٹکر بھی لی۔ اور انہیں عبرت انگیز اور سبق آموز شکست دی لیکن وہ صرف لڑنے والوں سے لڑتا تھا۔ جو ہتھیار پھینک دے یا جنگ سے کنارہ کرے اس کے لئے محمد بن قاسم کے پاس اگر کوئی چیز تھی تو حکم قرآن کے مطابق صرف امان ہی تھی۔ اور حجاج اس معاملہ میں چڑ سا گیا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے بدلے ہوئے لب و لہجہ کے ساتھ حد درجہ نرم اور ملائم الفاظ میں لکھا۔

اے ابن عم! تمہارا جان افزا مکتوب ملا۔ تم نے جو احساس اور قاعدہ اختیار کیا ہے وہ مطابق شرع ہے سوائے اس ایک امان دینے کے دستور کے۔ تم خاص و عام سب کو امان دے ڈالتے ہو اور دوست دشمن کا امتیاز نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے ایمان والو جب تمہاری کافروں سے مٹھ بھیڑ ہو جائے تو گردنیں مار دو۔

اس لئے تمہیں امان دینے پر حرص نہ کرنی چاہئے اب کسی دشمن کو بھی امان نہ دو ورنہ سب اسے عقل کے ضعف اور دبدبے کے فتور پر محمول کریں گے"۔

(والسلام)

ایک استفسار کے جواب میں حجاج نے محمد بن قاسم کو جواب دیا۔ یہ برہمن آباد کے ہندو ہماری حفاظت میں ہیں اب ہمیں ان کی زندگی اور مال و متاع پر دست درازی کا کوئی حق نہیں ہے انہیں بتوں کی پوجا" کی پوری آزادی دی جائے کسی شخص کو بھی اپنے مذہبی شعائر" کی بجا آوری سے نہ منع کیا جائے نہ روکا جائے۔ جس طرح زندگی بسر کرنا چاہیں بسر کریں۔"

**حمیّت ملّی غیرت الایمان** حجاج کی یہ حمیت ملی اور غیرت الایمان بھی قابل غور ہے کہ اس نے سندھ پر یلغار کا فیصلہ "محض کشور کشائی" کے لئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ لنکا کے راجہ نے تحائف کے ساتھ جو عورتیں بطور تحفہ بھیجی تھیں انہیں میئو قوم کے قزاقوں نے دیبل کے پاس لوٹ لیا تھا۔ ان میں سے ایک عورت نے فریاد کی تھی "اغثنی یا حجاج"! اور جب اسے یہ اطلاع ملی تو بے ساختہ کہہ اٹھا لبیک" (میں آیا) سیلون (لنکا) کو عربی تاریخوں میں "جزیرہ یاقوت" لکھا جاتا ہے کیوں کہ وہاں کی عورتوں کے نقوش بڑے تیکھے ہوتے ہیں بلاذری نے لکھا ہے سمیت ھن الجزیرہ الیاقوت لھن وجوہ النساء ھا۔

حجاج کے سیئات کے ساتھ اگر اس کی ان حسنات کو پیش نظر رکھا جائے تو بے ساختہ ایک واقعہ یاد آجاتا ہے جب اس پر نزع کا عالم طاری تھا تو اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اے خدا لوگ مجھے تیری رحمت سے مایوس کرتے ہیں تو مجھے مایوس نہ کیجیئو"

یہ واقعہ جب حسن بصری کو جو حجاج سے سخت بیزار اور اس کے سخت نکتہ چین تھے معلوم ہوا تو فرمایا

اگر وہ یہ کہتا ہے تو پھر شاید..... خدا اسے جنت عطا فرمادے۔"

---

بقیہ صفحہ ۳

بتایا جاتا ہے کہ دنیا میں یہ جنگلات قدیم ترین ہیں۔ جتنے عرصے سے یہ جنگلات موجود ہیں۔ اتنے عرصے سے دنیا کے کوئی اور جنگلات موجود نہیں ہیں۔ یہ تحقیق ایک نئے نظریہ کی حامل ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے کیڑوں مکوڑوں اور پیڑوں اور پودوں کے عمومی رشتوں کے متعلق بہت سی باتیں سامنے آئیں گی۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جس کا کوئی نہ کوئی فائدہ نہ ہو۔ اس کے غلط استعمال سے نقصان تو ہو سکتا ہے لیکن پیدا وہ فائدے کے لئے ہی کی گئی ہے۔ اس پودے کو جو درختوں پر اگتا ہے اور جس کا زمین سے کوئی رابطہ نہیں ہوتا اس کو کیڑوں مکوڑوں سے غذا بھی ملتی ہے اور اس کی بقا کا یہ باعث بھی بنتے ہیں۔ تو عین ممکن ہے کہ یہی کیڑے مکوڑے دوسرے درختوں کے لئے بھی کسی نہ کسی طرح مفید ثابت ہوتے ہوں۔

جوں جوں انسانی تحقیق آگے بڑھتی ہے نئی سے نئی بات سامنے آتی ہے۔ اور نئی سے نئی بات سامنے آنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر روز اللہ تعالیٰ ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا ہے۔ نہ انسانی تحقیق ختم ہو گی نہ اللہ تعالیٰ کے اسرار ختم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو یہ توفیق دی ہے کہ وہ اس کے اسرار کے متعلق تحقیق کرتا رہے اور زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بہرحال یہ ایک نئی بات ہے کہ بورنیو کے جنگلات میں ایک ایسا پودا ہے جس کا زمین سے کوئی تعلق نہیں درختوں کے اوپر اگتا ہے اور اس کی غذا کیڑے مکوڑے مہیا کرتے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی اس کے لئے بناتے ہیں اور جب یہ کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں تو نائٹروجن بھی وہ انہی کیڑوں مکوڑوں کے ملبے سے حاصل کرتا ہے۔

---

بقیہ صفحہ ۵

طالب علمی میں ہوئی تھی۔ غانا میں جماعتی خدمات بجالانے کے زمانہ میں ہی چچا جان گھر سے باہر اکیلے رہے۔ ۶۰ سال سے زیادہ شادی شدہ زمانہ میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہی رہے۔ میاں بیوی کی باہم محبت اور انڈرسٹینڈنگ مثالی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا جو آپ کے جنازہ میں شامل تھے۔ برادرم مبارک احمد صاحب وفات کی اطلاع ملنے پر لندن سے آکر جنازہ میں شامل ہوئے۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایک کثیر العیال واقف زندگی کی مالی حالت کا اندازہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمر بھر سفید پوشی بلکہ خوش پوشاکی کے ساتھ ساتھ عزت نفس کا بھی خوب خیال رکھا اور بڑے وقار اور احترام کے ساتھ زندگی بسر کی۔

چچا جان کی آخری بیماری بہت لمبی ہو گئی ایک سال سے زیادہ عرصہ بے ہوشی کے عالم میں بستر پر گزارا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری چچی جان اور ان کی اولاد نے خوب خوب خدمت کی۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اطلاعات و اعلانات

برادرم کرنل سیفی صاحب اور ان کی بیگم کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق مرحمت فرمائی- بیماری کا لمبا عرصہ بڑے پیار و بشاشت اور ذمہ داری سے خبر گیری و تیمارداری کی- ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب تعزیت کے لئے تشریف لائے تو اور باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ میرے تجربہ میں کسی صاحب فراش مریض کی خبر گیری و تیمارداری اس توجہ اور اہتمام سے دیکھنے میں نہیں آئی-

اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی نیکیاں اور اچھی یادیں ہمیشہ قائم اور جاری رہیں-

## اعلان دار القضاء

○ (مکرم خواجہ عبد اللطیف صاحب بابت ترکہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ)

مکرم خواجہ عبد اللطیف صاحب ساکن مکان نمبر ۳ وارث اسٹریٹ عقب لیرک سینما- آف ملتان روڈ- لاہور نے درخواست دی ہے کہ ان کی والدہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ غلام نبی صاحب (وفات یافتہ)، بقضائے الٰہی ۱۹۵۸ء میں وفات پاچکی ہیں- لہٰذا ان کے قطعات نمبر ۱۹ تا نمبر ۲۲ بلاک نمبر A-6 واقع محلہ دار الرحمت غربی ربوہ برقبہ

قطع نمبر A-6-19/6- رقبہ 17 مرلہ 166 فٹ
قطع نمبر A-6-20/6- رقبہ 17 مرلہ 194 فٹ
قطع نمبر A-6-21/6- رقبہ 17 مرلہ 194 فٹ
قطع نمبر A-6-22/6- رقبہ 17 مرلہ 194 فٹ

ان کے ورثاء میں شرعاً تقسیم کر دئے جاویں- ورثاء کی تفصیل یہ ہے-

۱- مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب (پسر)
۲- مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب (پسر)
۳- مکرم خواجہ عبد اللطیف صاحب (پسر)
۴- محترمہ امتہ الحفیظ خواجہ صاحبہ (دختر)
۵- محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ (دختر)
۶- مکرم خواجہ عبد المجید صاحب (پسر) وفات یافتہ)

ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے-
(i) مکرم ندیم احمد صاحب (بیٹا)
(ii) مکرم نعیم احمد صاحب نیر (بیٹا)
(iii) محترمہ فوزیہ مرتضیٰ صاحبہ (بیٹی)
(iv) محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (بیٹی)
(v) محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ)

۷- مکرم خواجہ عبد الرشید صاحب (پسر) وفات یافتہ

ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے
(i) محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ)
(ii) مکرم ہارون رشید صاحب (بیٹا)
(iii) محترمہ حمیرہ رشید صاحبہ (بیٹی)

۸- محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ (دختر) وفات یافتہ

ان کے واحد وارث یہ ہیں-
مکرم عبد الباسط حقانی صاحب (بیٹا)

۹- محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (دختر) وفات یافتہ

ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے
(i) مکرم اعجاز احمد صاحب (بیٹا)
(ii) مکرم طاہر ممتاز صاحب (بیٹا)
(iii) محترمہ صبیحہ گلریز صاحبہ (بیٹی)
(iv) محترمہ عفیفہ گلریز صاحبہ (بیٹی)
(v) محترمہ ثمینہ گلریز صاحبہ (بیٹی)
(vi) محترمہ منزہ گلریز صاحبہ (بیٹی)

۱۰- مکرم خواجہ عبد الحمید صاحب ضیاء (پسر) وفات یافتہ

ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے-
(i) محترمہ جمال افروز صاحبہ (اہلیہ)
(ii) محترم ڈاکٹر سہیل ضیاء صاحب (بیٹا)
(iii) محترم تبسم شہزاد صاحب (بیٹا)
(iv) محترم طارق ضیاء (بیٹا)
(v) محترم ڈاکٹر ندیم ضیاء (بیٹا)
(vi) محترمہ نصرت جمال صاحبہ (بیٹی)
(vii) محترمہ مسرت شاہد صاحبہ (بیٹی)
(viii) محترمہ فرحت عارف صاحبہ (بیٹی)
(ix) محترمہ نزہت عابد صاحبہ (بیٹی)
(x) محترمہ ثروت ارسلان صاحبہ (بیٹی)
(xi) محترمہ نگہت الطاف صاحبہ (بیٹی)
(xii) محترم انجم ضیاء صاحب (بیٹا)
(xiii) محترم قمر ضیاء صاحب (بیٹا)

نوٹ :- بعض ورثاء نے اپنا حصہ بیت الناصر کو دینے کا عندیہ ظاہر کیا ہے-

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں-

(ناظم دار القضاء - ربوہ)

## اعلان داخلہ

○ یونیورسٹی آف انجینئرنگ و ٹیکنالوجی لاہور (ڈیپارٹمنٹ آف کمپیوٹر سائنس) ۹۵-۶-۲۴ سے مختصر کمپیوٹر کورسز شروع کر رہا ہے یہ کورس دس ہفتہ پر مشتمل ہو گا-

تعلیمی قابلیت :- F.A./F.Sc (انٹرمیڈیٹ کا امتحان دینے والے طلباء بھی درخواست دے سکتے ہیں) درخواست فارمز جمع کروانے کی آخری تاریخ ۹۵-۶-۲۲ مقرر ہے-

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ ۱۴- جون ۱۹۹۵ء ملاحظہ فرمائیں-

(نظارت تعلیم)

## درخواست دعا

○ عزیز محمد اسماعیل احمد ابن مکرم محمد مالک خضر نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ ایک ہفتہ سے ٹائیفائیڈ بخار میں مبتلا ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے- عزیز وقف نو کی مبارک تحریک میں بھی شامل ہے- احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ شفا کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے-

## رپورٹ ریلی واقفین نو شیخوپورہ شہر

○ ۳۱- مئی ۹۵ء واقفین نو شیخوپورہ شہر کی تربیتی و تفریحی ریلی ہوئی- ریلی میں واقفین نو اور ان کے والدین کے لئے تربیتی ہدایات کے علاوہ ان کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے- اپنی عمر کم ہونے کی وجہ سے جو واقفین نو کھیلوں میں حصہ نہ لے سکتے تھے ان کا صحت جسمانی کا مقابلہ ہوا- ان مقابلوں میں اول دوم اور سوم آنے والے واقفین نو میں انعامات تقسیم کئے گئے- کلو اجمیعا کا پروگرام ہوا- تمام پروگرام نہایت دلچسپ تھے- ریلی کا افتتاح محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع شیخوپورہ نے فرمایا- اور اختتامی دعا محترم سعید احمد اظہر صاحب مربی سلسلہ نے کروائی-

اللہ تعالیٰ اس ریلی کے سلسلے میں کام کرنے والے تمام احباب اور مکرم پروفیسر محمد عطاء اللہ صاحب سیکرٹری وقف نو ضلع شیخوپورہ کو جزائے خیر عطا فرمائے-

(وکالت وقف نو)

## یاد دہانی رپورٹ

○ مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کہ "وکالت دیوان چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ تحریک جدید منانے کا اہتمام کرے-"

اس کی تعمیل میں مکرم امرائے اضلاع / صدران صاحبان کو ۲۸- اپریل ۱۹۹۵ء کو- "یوم تحریک جدید" منانے کی تحریک کی تھی اور اس کی کارروائی کی رپورٹ بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی تھی...... امرائے اضلاع و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ براہ کرم جلسہ یوم تحریک جدید کی رپورٹس جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں-

اگر کسی جگہ کسی وجہ سے ۲۸- اپریل کو یوم تحریک جدید نہیں منایا جاسکا تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو جلسہ یوم تحریک جدید منا کر رپورٹ ارسال فرمائیں-

(وکیل الدیوان تحریک جدید - ربوہ)

**عطیۂ خون**
**خدمت بھی**
**عبادت بھی**
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق - ربوہ)

## آپ کا خط ملا

مکرم ڈاکٹر محمود احمد عاطف دار العلوم غربی ربوہ سے لکھتے ہیں-

مکرم محترم جناب نسیم سیفی صاحب
طالب خیریت باخیریت

کہتے ہیں کہ خط آدھی ملاقات کروا دیتا ہے لیکن میں آپ کے خط کلچر کے بارے میں کالم کی روشنی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آدھی ملاقات کے ساتھ ساتھ Any Where اور Any Time قسم کی ملاقات بھی ممکن ہے یعنی جب دل چاہے اور جتنا چاہے بلکہ "جیسے چاہے" کی حد تک ممکن ہے- اِس سلسلے میں آپ نے ایک صاحب کا واقعہ بیان کیا ہے جنہوں نے کسی مقالے کے لئے خطوط لکھے لیکن صرف ایک جواب آیا- ایسا ہی سلسلہ خاکسار کے بھائی مکرم حامد مقصود صاحب کے ساتھ ہوا جب انہوں نے متعدد احباب کو اپنے ایک مقالے (جو کہ خاکسار کے نانا مکرم مولانا عبد الرحیم درد صاحب کی سوانح پر تھا) کے سلسلے میں بذریعہ خطوط رابطہ کیا لیکن جواب بہت ہی کم موصول ہوئے جس کا حل صرف یہی ملا کہ تحریر کی بجائے تقریر کا سہارا لیا جائے- وہ اس طرح کہ ایک پاکٹ سائز ٹیپ ریکارڈ صحافیوں کی مانند مخاطب کے سامنے جا کر رکھ دیتے اور انٹرویو کی طرز پر سوال کرتے جاتے- لیکن یہ کام خط کی نسبت کتنا مشکل تھا اور ہے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے-

آج کل سائنس اور نئی ایجادات اور پھر ان کو صحیح یا غلط انداز میں اپنانے اور دوسری کئی چیزوں کی کمی اور بعض اوقات صرف فیشن کے طور پر چھوڑنے کا دور ہے- لیکن میرے خیال میں ہر چیز کا ایک اپنا مقام اور افادیت ہوتی ہے- مثال کے طور پر ٹیلی ویژن کی سکرین نے جب دنیا میں قدم رکھا تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اب پرنٹ میڈیا کی اہمیت ختم ہو جائے گی لیکن آج نصف صدی سے زیادہ گزرنے کے باوجود ایسا نہیں ہوا بلکہ پرنٹ میڈیا کی اہمیت اور افادیت سے آج بھی کسی کو انکار نہیں اسی طرح چاہے عام ٹیلی فون ہو یا سکرین والا ٹیلی فون ہو جو ایک خاص لطف اور اہمیت خط سے وابستہ ہے وہ اپنی جگہ قائم رہے گی......!

آخر میں عرض ہے کہ بعض خطوط ایسے ہوتے ہیں جو کہ کبھی "پرانے خطوط" نہیں کہلا سکتے یعنی وہ اپنے اندر اتنے رنگ سمیٹے ہوتے ہیں کہ انہیں جب پڑھا جائے کوئی نیا رنگ، نیا رخ نظر آجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ کبھی پرانے نہیں ہوتے- خاکسار کے ایسے خطوط کے سرمائے میں پیارے آقا کی جانب سے مختلف مواقع پر وقتاً فوقتاً ملنے والے تسلی اور دعاؤں سے پُر خطوط ہیں جنہیں جب بھی پڑھوں تو زندگی کے نشیب و فراز سے گزرنے کے لئے ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

**ربوہ** : 18- جون-1995ء
شدید گرمی اور لو کا سلسلہ جاری ہے
درجہ حرارت کم از کم 32 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 45 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر وزیراعظم اور چیف آف آرمی سٹاف نے کراچی کے حالات پر غور کر کے صورت حال کو قابو میں لانے کے لئے انقلابی اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔ کراچی میں جزوی مارشل لاء لگانے پر بھی غور کیا جارہا ہے۔ کراچی کو دہشت زدہ علاقہ قرار دینے کا فرمان کسی بھی وقت جاری ہوسکتا ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ ہم اقتدار چھوڑ سکتے ہیں لیکن دہشت گردوں کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے حساس اداروں کے سربراہوں کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ دہشت گرد صوبائی حکومت کو مفلوج کر کے انتظامی مشینری کو فرائض کی ادئیگی سے روکنا چاہتے ہیں۔ صدر اور وزیراعظم نے استفسار کیا کہ ذمہ دار لوگ بتائیں دہشت گردوں کو اسلحہ کہاں سے سپلائی ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ قتل کر کے کس طرح اپنے ٹھکانوں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ سندھ نے تینوں بڑوں پر واضح کیا کہ ایم کیو ایم (الطاف گروپ) کھلی دہشت گردی پر اتر آیا ہے۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ سندھ نے وزیراعظم کو الگ بریفنگ دی پولیس اور رینجرز کے دستوں میں اضافے اور انتظامیہ کو فری ہینڈ دینے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

○ کراچی کا مسئلہ حل کرنے اور نقل مکانی روکنے کے لئے تمام انتظامی و سیاسی اقدامات کی منظوری دے دی گئی ہے۔

○ کراچی کے مختلف علاقوں میں ہفتہ کے روز فائرنگ کے مختلف واقعات میں ۴۔ افراد ہلاک ہو گئے ایس ایس پی کی گاڑی پر فائرنگ سے ڈرائیور زخمی ہو گیا۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ لگتا ہے کہ کراچی کو دہشت گردوں کے حوالے کر کے فراموش کر دیا گیا ہے۔ جمعرات کو بڑی تعداد میں شہریوں کا قتل عام حکومت کی آئینی فرائض سے غفلت نااہلی، ہٹ دھرمی اور مکمل لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے حالات دن بدن سنگین سے سنگین ہو رہے ہیں لیکن حکومت نے متعلقہ اداروں کو عوام کی جان و مال کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے اپوزیشن کے پیچھے لگا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے حکومت سنبھل جائے۔ اور ہٹ دھرمی چھوڑ دے سیاسی مذاکرات کے ذریعے کراچی کے مسئلہ کا حل تلاش کرے۔ ورنہ یہ صورت حال زیادہ دیر تک نہیں چلے گی۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ امریکی محکمہ خارجہ نے مسٹر نواز شریف کے بارے میں جو تبصرے کئے ہیں اس سے پاکستان میں جمہوری عمل کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

○ حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب کے سرکاری ملازمین کو بھی ۷ فیصد گزارہ ملے گا۔ پنجاب کے وزیر خزانہ نے کہا ہم زرعی ٹیکس لگانے کے پابند ہیں۔ مہنگائی کنٹرول کرنا وفاقی حکومت کا کام ہے۔ سیکرٹری خزانہ نے بتایا کہ وفاقی حکومت نے صوبوں کے لئے ترقیاتی قرضے کم کر دیئے ہیں۔ پنجاب پر ۸۲۔ ارب کے قرضے ہیں۔ خسارے کی سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے۔

○ آزاد کشمیر کے علاقوں میں بھارتی فوج نے فائرنگ کی اور چالیس کلو وزنی راکٹ پھینکا گیا۔ لیپا چکوٹھی اور اٹھ مقام سیکٹروں میں بھارتی فائرنگ سے دو۔ افراد زخمی ہو گئے۔ پاک فوج نے جوابی کارروائی کر کے ایک بھارتی فوجی کو ہلاک اور دو بنکروں کو تباہ کر دیا۔ خوفناک دھماکے سے علاقہ لرز اٹھا۔ متعدد مکانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ عوام میں زبردست خوف وہراس پھیل گیا۔

○ کراچی میں جگہ جگہ فائرنگ کرنے والے دو دہشت گرد پکڑے گئے۔ پولیس کی گاڑیوں پر حملے کئے گئے بعض علاقوں میں کاروبار اور ٹریفک بند رہی۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ امریکہ کے کہنے پر ہم کوئی مقدمہ واپس نہیں لیں گے۔ پاکستان کا اپنا قانون ہے۔ مقدمہ قانون کے دائرے میں ہوا ہے اور صوبائی کابینہ نے بنایا ہے۔ امریکہ کا ردعمل معمول کا واقعہ ہے۔ امریکہ کے ساتھ بڑے بڑے مسائل پر ہماری ہم آہنگی ہے۔ امریکی دفتر خارجہ کے بیان پر ضرورت سے زیادہ ردعمل دکھانے کی ضرورت نہیں۔

○ شمالی وزیرستان میں شدید زلزلہ سے ۷۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ رزمک ڈویژن میں صبح ۳ بجے شدید زلزلہ آیا۔ بعض جگہ لوگوں کو گھر سے باہر نکلنے کی مہلت بھی نہ ملی۔

○ عالمی مالیاتی ادارے آئی ایم ایف نے حکومت پاکستان کے بجٹ میں غیر پیداواری اخراجات میں فوری طور پر ۱۰ فیصد کمی کا مطالبہ کر دیا۔ بجٹ خسارے میں کمی نہ کرنے، ڈیوٹیوں کے ٹیرف، یوٹیلٹی بلوں، اور جی ڈی پی کی شرح از تلافی کے نظام کے متعلق شرائط پوری نہ کرنے پر عالمی مالیاتی ادارے نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

○ حکومت پاکستان نے امریکہ میں مقیم اپنی سفیر ڈاکٹر ملیحہ لودھی کو ہدایت کی ہے کہ وہ نواز شریف کے بارے میں امریکی بیان کا پس منظر معلوم کریں۔ خیال کیا جارہا ہے کہ آئندہ چند دنوں میں مزید امریکی مشورے بھی مل سکتے ہیں۔ وزیراعظم بے نظیر نے اس ضمن میں امریکہ میں پاکستانی سفیر سے ٹیلی فون پر بات چیت بھی کی ہے۔

○ باوثوق ذرائع کے مطابق پاکستان نے بھارت کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے آزاد کشمیر کے مہاجر کیمپوں پر فضائی یا زمینی طاقت استعمال کی تو اسے پاکستان کے خلاف کھلی جنگ سمجھا جائے گا۔ اسی ہفتے دونوں ممالک کے ڈائریکٹر ملٹری آپریشنز میں باقاعدہ رابطے کے دوران بھارت کو پاکستان کے اس موقف سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ مقبوضہ کشمیر کے لائن آف کنٹرول کے علاقے میں بھارتی افواج کی نقل و حرکت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ پلوامہ کے قریب بڑے اڈے پر ہیلی کاپٹر پہنچا دیئے گئے ہیں۔


پی آئی اے کی خصوصی رعایتی ٹکٹ
یورپ اور امریکہ جانے والے احباب کیلئے امسال ہماری ایجنسی خصوصی رعایتی ٹکٹ جاری کر رہی ہے۔ خواہشمند احباب ہم سے فوری رابطہ کر کے ایڈوانس دیئے بغیر پیشگی بکنگ کروا کر سیٹ ریزرو کروا سکتے ہیں۔
پی آئی اے سیل آفس
احمد برادرز ربوہ
فون 21065

قدیمی • اولین • شہرۂ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نند پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

اسلام آباد، لاہور، کراچی میں جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
عمیر ایسوسی ایٹس
ورائج پلازا ایف ۱۰ مرکز اسلام آباد
فون: 291578
291579

بہترین میٹریل اور شاندار رزلٹ کیلئے اعتماد کا نام

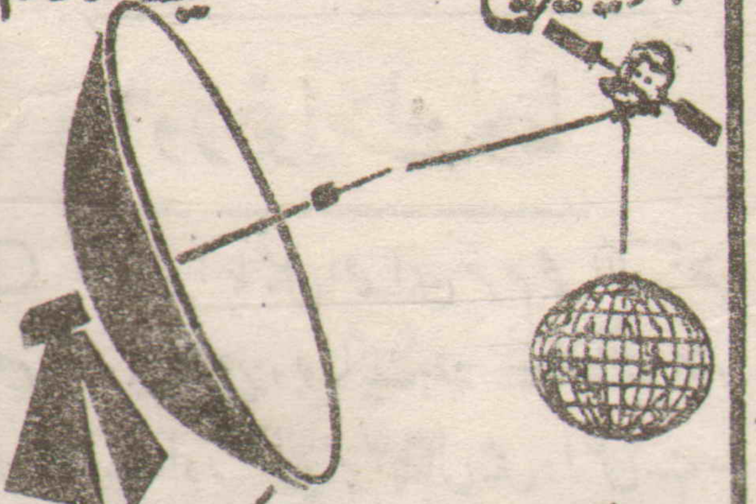

الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
اقصیٰ روڈ بوٹا مارکیٹ
ربوہ
فون نمبر EX: 211806

بواسیر کی ادویات

| | قیمت | |
|---|---|---|
| PILES COURSE | 55/- | ☆ بواسیر خونی و بادی کے لئے۔ بفضلہ تعالیٰ بہت مفید و موثر ہے |
| ANUS ITCH CURE | 20/- | ☆ مقعد کی شدید خارش کے لئے |
| CONSTIPATION CURE | 20/- | ☆ پرانی قبض، پاخانہ سخت اور دقت سے آئے |
| FISSURE CURE | 20/- | ☆ مقعد میں کٹاؤ (چیر) آنے کے لئے |
| FISTULA CURE | 20/- | ☆ مقعد کے گہرے رستے ہوئے زخم (ناسور) بھگندر کیلئے |
| HEMORRHAGE CURE | 20/- | ☆ مقعد سے خون بہت زیادہ آنے کے لئے |
| HEMORRHOIDS CURE | 20/- | ☆ موٹے اور سخت ضدی بواسیری مسّوں کیلئے |
| PROLAPSUS CURE | 20/- | ☆ پاخانہ وغیرہ کے وقت مقعد کا باہر نکلنا |
| PILES OINTMENT | 8/- | ☆ مقعد کی درد، جلن، سوزش، خارش اور بواسیری مسّوں کیلئے سکون بخش مرہم ہے |

نوٹ : ایک سے زیادہ تکالیف اکٹھی ہوں تو ان سب تکالیف کی ادویات بیک وقت اکٹھی استعمال کی جائیں۔ اس طرح یہ مکمل مزاجی علاج ہو گا۔ جس سے جلد تر شفاء کی امید ہے۔ تفصیلی لٹریچر منگوانے کے لئے ۔/2 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

کیور ریٹو انٹرنیشنل۔ربوہ
فون کلینک 606 (04524) ہیڈ آفس 771 (04524)
سیلز 211283 (04524) فیکس 212299 (92-4524)